

حضرت مولانا زاہد الراشدی

مدیر ماہنامہ ”الشریعہ“ گوجرانوالہ

حضرت مولانا عبدالحقؒ..... عزم و ہمت کے کوہ گراں

مولانا سمیع الحق صاحب باہمت اور صاحب عزیمت بزرگ ہیں کہ اس بڑھاپے میں مختلف امراض و عوارض کے باوجود چوکھی جنگ لڑ رہے ہیں اور مختلف شعبوں میں اس انداز سے دینی و قومی خدمات میں مصروف ہیں کہ کسی شعبہ میں بھی انہیں صغیر اول میں جگہ نہ دینا نا انصافی ہوگی۔ دارالعلوم حقانیہ کے اہتمام و تدبیر کے ساتھ ساتھ امریکی ڈرون حملوں اور نیٹو سپلائی کی ممکنہ بحالی کے خلاف عوامی محاذ کی عملی قیادت کر رہے ہیں، جس میں انہیں ملک کے طول و عرض میں مسلسل عوامی جلسوں اور دوروں کا سامنا ہے، جبکہ قلمی محاذ پر رائے عامہ کی راہ نمائی اور دینی جدوجہد کی تاریخ کو نئی نسل کے لیے محفوظ کرنے میں بھی وہ اسی درجہ میں مصروف دکھائی دیتے ہیں۔ انہوں نے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اور خود اپنے نام مشاہیر کے خطوط کو آٹھ ضخیم جلدوں میں جمع کر کے جو عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے، اسے دیکھ کر میں خود تحیر و تعجب کے ساتھ خوشیوں کے سمندر کی گہرائی میں ڈبکیاں کھا رہا ہوں، بحمد اللہ تعالیٰ میرا شمار بھی بے ہمت لوگوں میں نہیں ہوتا، مگر مولانا سمیع الحق کی ہمت کی بلندی پر نظر ڈالنے کے لیے بار بار ٹوپی سنبھالنا پڑتی ہے۔

گزشتہ روز میں نے جب اس کتاب پر بلکہ کتابوں کے اس مجموعہ پر نظر ڈالی تو میرا پہلا تاثر یہ تھا کہ سارے کام کاج چھوڑ کر اسی کے سامنے دوڑنا تو بیٹھ جانا چاہیے۔ تاریخ میرے مطالعے کا پسندیدہ موضوع ہے اور اس میں سے اہل حق کی جدوجہد اور خدمات کی تاریخ کے دائرے میں کچھ نہ کچھ کارروائی میں بھی وقتاً فوقتاً ڈالتا رہتا ہوں، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور ان کے فرزند دل بند مولانا سمیع الحق کے نام وقت کے مشاہیر کے خطوط جن میں سیاست دان، حکمران، علمائے کرام، مشائخ عظام، ارباب فکر و دانش، مفکرین و مدبرین، وکلاء، صحافی اور دیگر طبقات کی سرکردہ شخصیات شامل ہیں، تاریخ کا ذوق رکھنے والے اسکالروں اور میرے جیسے طلبہ کے لیے اتنا قیمتی اثاثہ ہیں کہ اس کی قدر و قیمت کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

خدا جانے اس کے تفصیلی مطالعہ کا وقت کب ملتا ہے؟ جو بظاہر شوال المکرم کی تعطیلات سے پہلے بہت مشکل دکھائی دے رہا ہے، مگر اس کے سرسری تعارف کے لیے میں نے سر دست اس کی پہلی جلد کا انتخاب کیا ہے، جو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے نام ان کے معاصر مشاہیر کے خطوط پر مشتمل ہے اور دینی جدوجہد کے ایک پورے دور کا احاطہ کرتی ہے۔ ”مشاہیر“ کے عنوان سے آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل اس کتاب کی عمومی ترتیب یہ ہے کہ پہلی جلد شیخ

الحمدیٹ حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے نام خطوط کے لیے مخصوص ہے، جلد دوم سے جلد ہفتم تک حروفِ جمعی کے لحاظ سے مشاہیر کے مولانا تسبیح الحق کے نام خطوط کی چار جلدیں ہیں، جلد ششم افغانستان کے جہاد کے دوران کی اہم رپورٹوں اور جہادی راہنماؤں کے خطوط اور سرگرمیوں کا احاطہ کرتی ہے، جلد ہفتم میں ہمدردیوں کے خطوط شامل کیے گئے ہیں، جبکہ جلد ہفتم ضمیمہ جات، اضافات اور توضیحات کو سمیٹے ہوئے ہے۔

حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے نام مشاہیر کے خطوط کے لیے مخصوص پہلی جلد پونے سات سو کے لگ بھگ صفحات پر مشتمل ہے۔ ان مشاہیر کی فہرست پر میں نے اس خیال سے نظر ڈالی کہ اس کالم میں تذکرہ کے لیے ان میں سے چند زیادہ اہم بزرگوں کے ناموں کا انتخاب کر سکوں، مگر مجھے اس میں کامیابی نہیں ہوئی کہ کوئی نام بھی ایسا نہیں ہے جسے اہمیت کے خاندنہ نمبر دو میں رکھا جاسکے، البتہ اس حوالے سے مولانا تسبیح الحق کا بے حد شکر گزار ہوں کہ حضرت شیخ الحدیث کے نام راقم الحروف کے تین خطوط شامل کر کے ان کے اس نیاز مند و عقیدت مند کو بھی ”خریدارانِ یوسف“ کی اس فہرست میں شریک کر لیا ہے، جو میرے لیے اعزاز و افتخار کی بات ہے۔

حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا شمار پاکستان ہی نہیں، بلکہ جنوبی ایشیا کی ان عظیم شخصیتوں میں ہوتا ہے، جو نہ صرف جنوبی ایشیا بلکہ وسطی ایشیا میں علومِ دینیہ کی ترویج و اشاعت اور اسلامی اقدار و روایات کے تحفظ و فروغ کا ذریعہ بنیں۔ تعلیمی اور تہذیبی حوالے سے مولانا عبدالحق کی دینی، علمی، تدریسی اور فکری خدمات جنوبی ایشیا اور اس کے ساتھ ساتھ وسطی ایشیا میں دینی جدوجہد کی اساس کی حیثیت رکھتی ہیں اور افغانستان کو دیکھا جائے تو اس کی پشت پر مولانا عبدالحق کی شخصیت پوری آب و تاب کے ساتھ کھڑی دکھائی دیتی ہے، جو بظاہر ایک مغنی سا وجود رکھتے تھے لیکن علم و فضل اور عزم و ہمت کے اس کو وگراں کے ساتھ کیونرم کے فلسفہ و نظام نے سرخ و پیچ کر اپنا حلیہ بگاڑ لیا اور آج کا مورخ یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ جہاد افغانستان کی علمی، فکری اور دینی اساس مولانا عبدالحق کی شخصیت اور ان کی مگرانی میں کام کرنے والا تعلیمی ادارہ دارالعلوم حقانیہ ہے، جس کے اثرات افغانستان اور وسطی ایشیا کو اپنے حصار میں لیے ہوئے ہیں۔

”جہاد افغانستان“ کی علمی و فکری آبیاری میں ہمارے بہت سے بزرگوں کا حصہ ہے، مگر میں تاریخ کے ایک طالب علم اور اس جدوجہد کے ایک شعوری کارکن کے طور پر تین شخصیات کو ان سب کا سرخیل سمجھتا ہوں، ان میں سے سب سے پہلا نام حضرت مولانا عبدالحق کا ہے اور ان کے بعد جہاد افغانستان کے علمی و فکری سرپرستوں میں میرے خیال میں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخوئی اور مولانا مفتی محمود کا نام آتا ہے، جنہوں نے نہ صرف پاکستان کے علماء و طلبہ کو جہاد افغانستان کے لیے جہنی طور پر تیار کیا، افغان مجاہدین کی سیاسی و اخلاقی پشت پناہی کی، جہاد افغانستان کے خلاف مختلف اطراف سے اٹھائے جانے والے لشکوک و اعتراضات کا جواب دیا اور جہاد افغانستان کی ہر لحاظ سے پشتیبانی کی۔

حضرت مولانا عبدالحقؒ کی خدمات کو میں ایک اور حوالہ سے بھی تاریخ کا اہم حصہ شمار کرتا ہوں، وہ پاکستان میں نفاذ اسلام کی دستوری جدوجہد کا باب ہے۔ پاکستان کی دستور ساز اسمبلیوں میں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جس شخصیت نے دستور سازی میں سب سے زیادہ سنجیدہ کردار ادا کیا ہے اور دستور سازی کے تمام مراحل میں پوری توجہ اور تیاری کے ساتھ محنت کی ہے، وہ حضرت مولانا عبدالحقؒ ہیں۔ 73ء کے دستور کی تیاری کے مرحلہ میں حضرت مولانا مفتی محمود قاسم حزب اختلاف تھے اور حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا صدر الشہید، مولانا نعمت اللہ، مولانا عبدالحکیم، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا محمد ذاکر، مولانا ظفر احمد انصاری اور بہت سے دیگر بزرگوں نے اس دستور کو زیادہ سے زیادہ اسلامی بنانے کے لیے محنت کی، مگر دستور ساز اسمبلی کی کارروائی کا مطالعہ کیا جائے اور دستور سازی کے مختلف مراحل پر نظر ڈالی جائے تو حضرت مولانا عبدالحقؒ کے جداگانہ اور امتیازی کردار کا تذکرہ بہر حال ضروری ہو جاتا ہے۔ حضرت مولانا عبدالحقؒ ہمارے ملی اور قومی محسنین میں سے ہیں اور ان کے نام ان کے معاصر مشاہیر کے یہ خطوط ان کی جدوجہد اور خدمات کے مختلف پہلوؤں کی نشان دہی کرتے ہیں۔ میں ان خطوط کی اشاعت پر مولانا سمیع الحقؒ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ دینی جدوجہد اور تاریخ کا ذوق رکھنے والے حضرات اس سے بھرپور استفادہ کریں گے۔ (بشکریہ روزنامہ ”اسلام“)

مولانا سمیع الحقؒ کا کارنامہ

(بقیہ صفحہ ۳۴ سے)

راستے دو ہو گئے اور اکابر جمعیت اور مشائخ امت کے پرزور اصرار اور ان کے حکم کی تعمیل میں نا تو ان کندھوں پر بوجھ اٹھانا پڑا مگر حقانی دور کے قرب و انس میں کی محسوس نہ ہوئی۔“

مولانا سمیع الحقؒ کا تعارف عوامی حلقوں میں تو محض ایک دینی سیاسی رہنما کی حیثیت سے زیادہ معروف و مشہور ہے اور یقیناً مولانا نے ایک بھرپور سیاسی زندگی گزاری ہے جس کی کامیابیوں اور ناکامیوں کا گوشوارہ بنانا یہاں مقصود نہیں ہے تاہم مولانا کی علمی و صحافتی زندگی ہم جیسے طالب علموں کے لئے زیادہ دلچسپی اور معنویت رکھتی ہے۔ جس دور میں پاکستان کی دینی صحافت ماہنامہ اور ہفت روزہ جرائد کے مہر ہون منت تھی، اس دور میں پینات، البلاغ، الحق اور ترجمان اسلام جیسے جرائد دینی اسلامی صحافت کے نقیب تھے، اس دور میں مولانا سمیع الحقؒ کے قلم کی جولانیاں آج بھی بہت سے لوگوں کو یاد ہیں، میں دو سال قبل مولانا کی خدمت میں جامعہ حقانیہ حاضر ہوا تھا تو مولانا سے درخواست کی تھی کہ آج بھی اگر کبھی بکھار اھب قلم کو ہمیز دین اور عہد شباب کو آواز دیں تو بہت سے چاہنے والوں کی تسکین ذوق کا اجر مل سکتا ہے مگر شاید مولانا کی مصروفیات اس کی اجازت نہیں دیتیں۔ ہمارے لیے یہ امر بھی باعث مسرت ہے کہ مولانا روزنامہ اسلام کے ساتھ بے پناہ محبت رکھتے ہیں اور ہم جیسے نوآموز لوگوں کی شکستہ تحریروں کو پسندیدگی کا شرف بخش کر